

ڈاکٹر تہمینہ عباس

اسسٹنٹ پروفیسر،

اردو ڈپارٹمنٹ، جامعہ کراچی

سلطان حیدر جوش کے افانوں کا سماجی ماحول

ABSTRACT

Social Background of Sultan Hyder Josh's Urdu Short Stories.

By Dr. Tahmina Abbas: Assistant Professor, Department of Urdu, University of Karachi.

Sultan Hyder josh (1881-1953) was a prominent fiction writer of urdu who is known for his satirical writings, novels, short stories and dramas. Josh's writings have a specific social background. He had some specific views viz-a-viz modern education, political situation and social problems. With his reformist stance, josh stressed revival of islamic values but later his anti-west stance had softened. This article analyses social background of Sultan Hyder josh's Urdu short stories.

سلطان حیدر جوش (۱۸۸۶ء تا ۱۹۵۳ء) والد کی طرف سے شیخوپورہ (بدایوں) کے فریدی خاندان سے تھے اور ماں کی طرف سے ان کا سلسلہ حکیم احسن اللہ دہلوی سے ملتا ہے۔ (۱) سلطان حیدر جوش کی تاریخ پیدائش اور سال پیدائش کا ذکر کہیں نہیں ملتا ہے۔ البتہ ان کے سال ولادت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۴۶ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے ۱۹۴۶ء میں ان کی عمر ساٹھ سال تھی قرین قیاس یہ ہے کہ وہ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ سلطان حیدر جوش کا بچپن اپنی والدہ کے ساتھ دہلی میں گزرا اور وہیں تعلیم پائی۔ اینگلو عربک اسکول دہلی سے انٹر پاس کرنے کے بعد ۱۹۰۵ء میں مدرسۃ العلوم علی گڑھ پہنچے۔ (۲) ۱۹۰۶ء میں جب نواب محسن الملک کے زمانے میں ہڑتال ہوئی تو انھیں مدرسۃ العلوم علی گڑھ کو خیر باد کہنا پڑا اور ان کی تعلیم کا سلسلہ وہیں منقطع ہو گیا۔ (۳) ۱۹۱۲ء میں تحصیلداری کی ملازمت شروع کی اور نیک نامی کے ساتھ ۱۹۴۶ء میں ڈپٹی کلکٹری سے پینشن پائی۔ (۴) ۱۱ مئی ۱۹۵۳ء کو سلطان حیدر جوش کا انتقال ہوا (۵)۔

انھوں نے ناول نگاری سے آغاز کیا، افسانہ نگاری بعد میں اختیار کی۔ ان کا پہلا ناول ”ہیری“ جو ۱۹۰۱ء میں دہلی میں طبع ہوا، اب نایاب ہے۔ (۶) افسانہ نگاری کا آغاز انھوں نے ۱۹۰۴ء میں شروع کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شمالی ہندوستان میں ”زمانہ“ (کانپور) ادب کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ (۷) جوش نے مغربی طرز کی افسانہ نگاری

اس وقت شروع کی جب موجودہ افسانہ نگاروں کی کثیر تعداد مدرسوں میں تعلیم و تربیت حاصل کرتی ہوگی۔ (۸) سلطان حیدر جوش نے سب سے پہلے مغربی اور فلسفیانہ طنز کو رواج دیا اور اسپیکٹیٹر اور ٹیلیٹر کے انداز سے قریب ہونے کی کوشش کی (۹) طنز و مزاح کے عبوری دور کے لکھنے والوں میں ان کا نام نمایاں نظر آتا ہے (۱۰)۔

انھوں نے اپنے افسانوں کے مسودے کبھی نہ رکھے صرف مضمون کا عنوان اور جس رسالے میں شائع ہوا اس کا ماہ و سن نوٹ کرتے رہے۔ وہ فہرست بھی ملازمت کے زیر سایہ تبادلوں کی خانہ بدوشی میں گم ہوگئی۔ (۱۱) ”جوش فکر“ کے مرتب کا کہنا ہے کہ ”وحید احمد صاحب، ایڈیٹر نقیب نے ان کے افسانوں اور مضامین کی ایک نقل بہم پہنچائی ہے۔ اس فہرست کی رو سے ان کے افسانوں کی تعداد ستر سے زیادہ تھی۔ ان رسالوں کی بڑی تعداد دفن ہو چکی ہے۔ بہر حال جس قدر مہیا ہو سکے ان کی پہلی قسط اس مجموعہ کی صورت میں نذر ناظرین کی جاتی ہے“ (۱۲)۔

جوش کا پہلا افسانوں کا مجموعہ ”فسانہ جوش“ ۱۹۲۶ء میں منظر عام پر آیا جس میں چھ افسانے اور نو مضامین شامل ہیں۔ افسانوں میں، مساوات، پھر بھی عمر قید، طوق آدم، اتفاقات زمانہ، تلاش عجیب، اور، اعجاز محبت شامل ہیں۔ مضامین میں، انکشاف حقیقت، عمر قید سے کس طرح رہائی، نتیجہ، آئینہ خود نما، نرگس خود پرست، سنسر، جدید دوستی، مرد یا عورت، قرض و مقراض، اور، پہلا گناہ، ہیں۔ (۱۳) ”جوش فکر“ دوسرا افسانوں کا مجموعہ ہے اس میں پانچ افسانے اور چھ مضامین شامل ہیں۔ مسٹر ابلیس، ہاں نہیں، خواب و خیال، جذبہ دل کی دو تصویریں، اور، اتفاقات زمانہ، اس مجموعے میں شامل افسانے ہیں (۱۴)۔

جوش کے مضامین اور افسانے، مخزن، تمدن، الناظر، زمانہ، کہکشاں، ظل السلطان، ذخیرہ، بہارستان، ہمایوں، نیرنگ وغیرہ میں شائع ہوئے۔ (۱۵) جوش عملاً مغرب کی بعض چیزوں پر عمل پیرا تھے مثلاً لباس اور وضع قطع سے صاحبیت جھلکتی تھی (۱۶)۔ انھوں نے جدید تعلیم حاصل کی تھی اور اپنی وضع اور رہن سہن میں وہ بالکل یورپی معلوم ہوتے تھے لیکن ان کا مزاج اور مذاق خالص مشرقی تھا، وہ برطانوی دور حکومت میں ڈپٹی کلکٹر رہے۔ (۱۷)۔ ”لباس ہمیشہ عمدہ زیب تن کرتے تھے، ورزش کے شوقین ہونے کی وجہ سے تمام عمر چاق و چوبند رہے، وجہ یہ ہونے کے ساتھ ساتھ زندہ دل بھی تھے ظرافت ان کی رگ و پے میں تھی اس لیے ان کی صحبت میں وقت گزرنے کا اندازہ نہیں ہوتا تھا (۱۸)۔ شاید نوعمری میں شاعری کا شوق رہا ہوگا اسی لیے ”جوش“ تخلص کرتے تھے (۱۹)۔ ان کی قلمی زندگی کا آغاز رسالہ ”مخزن“ کے مضامین سے ہوا۔ (۲۰) آسکر وائلڈ، برنارڈ شاہ کے ڈراموں اور دیگر تصانیف کو پڑھنے کے بعد انھیں افسانہ نگاری کا شوق پیدا ہوا اور وہ دلچسپ طرز تحریر کے بانی بن گئے۔ (۲۱) رسالہ ”تمدن“ میں ان کے ابتدائی دور کے مضامین اور افسانے شائع ہوئے انھوں نے پردے کی موافقت میں بھی مضامین لکھے۔ علی گڑھ کے رسالے ”اولڈ بوائے“ اور محمد علی جوہر کے رسالے ”ہمدرد“ میں بھی سنجیدہ اور مزاحیہ مضامین تحریر کیے۔ (۲۲) واضح رہے کہ

سلطان حیدر جوش ابتدا میں پردے کے حمایتی تھے مگر بعد میں پردے کے مخالف ہو گئے تھے۔ ان کا پہلا ناول ”ابن مسلم“ ۱۹۱۵ء میں نظامی پریس بدایوں سے شائع ہوا۔ (۲۳)۔ ان کی دوسری کتاب ”بانی شیخوپورہ“ مختتم کاشی نواب فرید کی سوانح عمری ہے جو دورِ جہانگیری، شاہجہانی اور عالمگیری سے تعلق رکھتی ہے (۲۴)۔ انھوں نے الناظر، لکھنؤ، کھکشاں، لاہور، نقیب بدایوں، اور سرگزشت علی گڑھ، میں آرٹ سے متعلق مضامین بھی تحریر کیے (۲۵)۔ ہوائی اور نقش و نقاش، ان کے مختصر ناول ہیں (۲۶)۔

وہ مرجان مرغ قسم کے آدمی تھے بہ حیثیت ادیب اور ظرافت نگار کے بلند پایہ رکھتے تھے۔ (۲۷) انھوں نے کالج کے زمانے سے ہی افسانہ نگاری اور مضمون نگاری شروع کر دی تھی۔ سلطان حیدر جوش کا بنیادی مقصد اصلاح معاشرہ اور زندگی کی تلخ حقیقتوں کی ترجمانی تھا (۲۸) جوش مغربی تنقید کے مباحث و نظریات سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ اردو میں مغربی تجربات بھی کرنا چاہتے تھے (۲۹)۔ ان کے اصلاحی طرزِ تحریر کے حوالے سے ایک ناقد کا کہنا ہے کہ جوش اپنا سارا زور قلم مغربیت کی تقلید کے خلاف آواز اٹھانے میں صرف کر دیتے ہیں اور اصلاح کی دھن میں افسانے کے فن کو پس پشت ڈال کر سیدھے سیدھے تبلیغ پر اتر آتے ہیں (۳۰)۔ ان کے مزاج میں طنز و مزاح کو بڑا دخل ہے لیکن اپنے افسانوں میں طنز و مزاح کو ایک زبردست حربہ بنا لینے میں انہیں کامیابی حاصل نہیں ہو سکی (۳۱)۔

اقتصادی، جنسی اور نفسیاتی رجحان ”انگارے“ سے پہلے سلطان حیدر جوش کے افسانوں میں ابتدائی اور خام شکل میں موجود ہے (۳۲)۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں حقیقت پسندی اور اصلاح پسندی کے رجحان کی عکاسی کی (۳۳)۔ ان کا طنز یہ انداز اور اس میں مزاح کی چاشنی، روزمرہ کا چٹکارا، لطیف استہزا ایسی خصوصیتیں ہیں جو ان کے اصلاحی مقصد کے لیے بے حد موزوں معلوم ہوتی ہیں۔ ہاں نہیں، خواب و خیال اور عالم ارواح، ان کے کامیاب اصلاحی افسانے ہیں (۳۴)۔ ان کی طبیعت میں وضع داری بہت تھی وضع داری اور مشرقیت کی یہ روایت انھیں اپنے ماحول سے ورثہ میں ملی۔ طبیعت میں مزاح اور ظرافت اور طنز کے عناصر تھے جو ان کی تحریر کی خصوصیت ہے (۳۵)۔ انھوں نے اکبر الہ آبادی کی طرح مغربی تہذیب کے بڑھتے ہوئے اثرات کے خلاف محاذ بنانے کی کوشش کی اور اپنے افسانوں سے وہ ہی کام لیا جو اکبر الہ آبادی نے اپنی شاعری سے لیا تھا (۳۶)۔ ان کے افسانوں میں مزاح کی لطافت اور طنز کی زہرناکی کے ساتھ ساتھ، زبان و بیانیہ نہایت لطیف ہے۔ ان کے افسانے اصلاحی اور مقصدی ہیں لیکن ان کے انداز اور اسلوب بیان میں مقصدیت نمایاں نہیں ہوتی (۳۷)۔

انھوں نے اپنی اصلاح کے مقاصد کو صرف سماجی زندگی تک محدود رکھا (۳۸)۔ اور اپنے افسانوں کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ مغرب اور مشرق کے طرز معاشرت میں جو بین تضاد ہے وہ دو ملکوں، دو قوموں اور

دو تہذیبوں کے لازمی اختلاف اور فطری فرق سے پیدا ہوا ہے (۳۹)۔ ان کے افسانوں کے مجموعے ”فسانہ جوش“ کے افسانوں پر مقصدیت کا غلبہ نظر آتا ہے (۴۰)۔

انھوں نے اپنے افسانوں سے مغربی تہذیب کے منفی پہلوؤں کی جانب توجہ دلائی اور مشرقی تہذیب کے مثبت پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ (۴۱) تعلیم، آزادی نسواں اور فیشن کے پردے میں جو مغربی تہذیب، مشرق اخلاقی اقدار کو پامال کرنے پر تلی ہوئی تھی انھوں نے اپنے افسانوں میں اس کے عبرت ناک مرقع کھینچے ہیں (۴۲)۔ بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں برعظیم کے تیزی سے بدلتے ہوئے سماجی اور تہذیبی افق کو سلطان حیدر جوش نے جگہ جگہ اشاروں کنایوں میں واضح کیا ہے۔ بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ حقیقت نگاری اور سماجی عکاسی کی دانستہ کوشش ہے۔ (۴۳) ان کا خیال تھا کہ مغربی تمدن میں خوبیوں کے ساتھ ساتھ عیوب بھی بہت زیادہ ہیں بہتر یہ ہے کہ تعلیم یافتہ قوم کی محض خوبیاں لے لی جائیں اور اپنے عیوب چھوڑ دینے کی کوشش کی جائے۔ (۴۴) پہلے وہ پردے کے حامی تھے بعد میں وہ پردے کے مخالف ہو گئے تھے۔ (۴۵) جوش کو اہل مشرق کی مغرب پسندی اور مغرب کی مرعوبیت سے چڑھتی۔ (۴۶) انھوں نے مشرقی اور مغربی خیالات اور تہذیبوں کے تصادم کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا اور ہندوستانیوں کو مغرب کی کورانہ تقلید سے بچنے کی ترغیب دی ہے (۴۷)۔ ان کے افسانوں میں مقصدیت غالب ہے (۴۸)۔ پہلا مجموعہ ”فسانہ جوش“ اصلاحی رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس میں ناصحانہ رنگ اس قدر گہرا ہے کہ افسانویت دب گئی ہے (۴۹)۔ دوسرے مجموعے ”فکر جوش“ کے افسانے فنی اعتبار سے بہتر ہیں۔ اس میں اصلاحی مقصد سے زیادہ توجہ دلچسپی کے عنصر پر دی گئی ہے (۵۰)۔

ان کا اور پریم چند کا سیاسی ماحول ایک سا تھا (۵۱)۔ سلطان حیدر جوش کے افسانوں میں مسلمان تعلیم یافتہ لڑکیوں اور مغرب زدہ نوجوانوں کی معاشرتی اور اخلاقی زبوں حالی کا کوئی نہ کوئی پہلو پیش کیا گیا ہے۔ (۵۲)۔ موضوع کے اعتبار سے جوش کے افسانے سیاسی اور معاشرتی پہلوؤں پر مشتمل ہیں (۵۳)۔ ان کے افسانے ”مساوات“ کو ان کے طنزیہ اور اصلاحی رجحان کا نمائندہ افسانہ قرار دیا جاسکتا ہے، ان کے ابتدائی دور کے افسانوں میں بے پردگی، مساوات نسواں اور مغربی طرز تمدن کے خلاف ضرورت سے زیادہ جوش ملتا ہے (۵۴)۔ ”عمر قید“ کا موضوع حیرت انگیز طور پر جرأت مندانہ ہے۔ (۵۵)۔ جوش کے افسانوں میں ”سیاستوں، تہذیبوں اور معاشرتوں کے تصادم کے پس منظر میں اصلاح کی زبردست خواہش بھی ہے اور انقلاب کی طرف قدم بڑھانے کے جذبے کا اظہار بھی (۵۶) اور ان کا دائرہ عمل پریم چند کے مقابلے میں بہت محدود ہے۔ جوش نے اپنی اصلاحی مقصد کو سماجی زندگی تک محدود رکھا اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ مغرب اور مشرق کے طرز معاشرت میں جو بین تضاد ہے وہ دو ملکوں، دو قوموں اور دو تہذیبوں کے لازمی اختلاف اور فطری فرق کی وجہ سے پیدا ہوا ہے (۵۷)۔

جوش کے جو افسانے ”فسانہ جوش“ میں شامل ہیں ان کا انداز خالص اصلاحی بلکہ کہیں کہیں تبلیغی ہے قاری یہ جاننے کے باوجود کہ اس کے پیچھے ایک بلند قومی مقصد اور اخلاقی نصب العین موجود ہے۔ ان کے حد درجے واعظانہ بلکہ مبلغانہ انداز سے ایک الجھن سی محسوس کرتا ہے (۵۸)۔ سلطان حیدر جوش کے اصلاحی انداز میں بھی مزاح اور طنز کی ہلکی سی خوشگوار چاشنی موجود ہے۔ لیکن ”فسانہ جوش“ کے تقریباً سارے افسانوں میں مقصدیت کا تیز غلبہ ہے (۵۹) ”فسانہ جوش“ کے افسانوں میں ہاں، نہیں، خواب و خیال اور عالم ارواح، میں زندگی اور فن کے اس امتزاج کی نمایاں مثالیں ہیں۔ جس کی ”فکر جوش“ کے افسانوں میں شدید کمی ہے (۶۰)۔

”فسانہ جوش“ میں جوش کا مزاح بالعموم شگفتگی سے دور اور طنز سے بھرپور ہے۔ بلکہ اکثر تلخی اور تریض کی سرحدوں میں داخل ہو جاتا ہے (۶۱) اردو افسانے میں اصلاح پسندی کی داغ بیل سلطان حیدر جوش نے ڈالی اور اردو افسانے میں اصلاح نگاری کی تحریک کا اگلا قدم ترقی پسند تحریک کی صورت میں سامنے آیا۔ (۶۲) ان کے افسانے بدایوں اور اس کے مضافاتی علاقوں کے سماجی معاملات کی عکاسی کرتے ہیں۔ (۶۳) ان کے افسانوں میں کا طنزیہ اور ناصحانہ انداز کھل کر سامنے آتا ہے (۶۴)۔

اردو افسانے میں طبقہ نسواں کی بہبود اور اصلاح کا موضوع ابتدا سے موجود تھا اور یہ موضوع راشد الخیری اور سلطان حیدر جوش کے ہاں نذیر احمد کے جائز جانشین کے طور پر ظاہر ہوا۔ (۶۵) ان کے افسانے، خواب و خیال، ہاں نہیں، اور، طوق آدم، شگفتگی بیان کی مثال کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں (۶۶)۔

دیہات کے اولین افسانہ نگاروں پریم چند اور سلطان حیدر جوش نے افسانے کہنے کا فن گاؤں کے حجرے میں بیٹھ کر اور دیہات میں زندگی کر کے سیکھا تھا۔ (۶۷) سلطان حیدر جوش نے اپنی قوم کو مغربیت کے فریب سے بچانے کے لیے دوسرا انداز اختیار کیا۔ (۶۸) مغرب، دھینگا مشتی سے، دوست داری سے، مکر و فریب سے، چور دروازوں سے، گھس کر صدیوں کی بیش بہا روایتوں کو مٹانے کے در پر ہے۔ (۶۹) آزادی نسواں اور فیشن کے پردوں میں تخریب کے ہزار ہا سامان چھپے ہوئے ہیں۔ (۷۰) انھوں نے مغربی معاشرت اور اس کی سحر کاری میں مبتلا لوگوں کے عبرت انگیز مرقعے کھینچے ہیں۔ (۷۱) ان کے افسانوں کے بنیاد اس جذبے اور احساس پر ہے کہ مشرق والوں (یعنی ہندوستانیوں کو) مغربی تعلیم اور تہذیب کے فریب سے محفوظ رکھا جائے۔ (۷۲) انھوں نے اپنے افسانوں کے لیے جو موضوع اختیار کیا وہ مسلمانوں کے خاصے بڑے گروہ کا نصب العین تھا۔ (۷۳) ان کا خیال تھا کہ مغربی کلچر، آزادی نسواں، فیشن اور جدت کے نام پر ہماری مشرقی روایات کو ختم کر دے گا۔ (۷۴) یلدرم کی رومانیت اور سلطان حیدر جوش کی اصلاح پسندی مختصر افسانے کی روایت کا مستقل حصہ بن گئیں۔ (۷۵) مغرب کی ناپائیداری بیان کرنے کے لیے سلطان حیدر جوش نے مختصر افسانہ کا سہارا لیا (۷۶)۔

افسانہ ”طوق آدم“ سلطان حیدر جوش کا مشہور افسانہ ہیں اگرچہ ان کی افسانہ نگاری میں طنزیہ رنگ نمایاں ہے مگر اس افسانے میں انھوں نے مزاحیہ انداز میں ایک ایسے شخص کی کہانی بیان کی ہے جس میں مستقل مزاجی نام کو نہیں۔ تعلیمی میدان ہو یا زندگی کے دیگر معاملات وہ مستقل طور پر کسی ایک بات پر قائم نہیں رہتا۔ شادی کے بعد اس کی بیوی شروع میں ہی اس شخص کی فطرت کو جان لیتی ہے اور روزنت نئے انداز میں اپنے شوہر کے سامنے جلوہ گر ہوتی ہے۔ وہ دل سے تو اپنی بیوی کو چاہتا ہے مگر زبان سے روز روز اقرار کرنے کو فضول جانتا ہے۔ ایک دن ایک فلمی اداکارہ کی تصویر بغور دیکھنے پر میاں بیوی کے مابین لڑائی ہو جاتی ہے اور بیوی غصے میں گھر چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔ مگر دوسرے دن ہی اسے گھر کاٹ کھانے کو دوڑنے لگتا ہے وہ مجبوراً بیوی کی واپسی کے لیے اخبار میں اشتہار دیتا ہے۔ اس افسانے میں مصنف نے یہ بتانے کی کوشش ہے کہ شادی ایک ایسا طوق ہے کہ جس کے بغیر انسان کا گزارہ ممکن نہیں (۷۷)۔

افسانہ ”مساوات“ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کے خلاف کھلا طنز ہے، اس افسانے میں جوش نے نئی تہذیب پر طنز کیا ہے۔ (۷۸) نئی تعلیم یافتہ سوسائٹی آنکھیں بند کر کے ہر بات میں بلا تفریق نیک و بد یورپ کی تقلید کرنا چاہتی ہے۔ اور ہر رنگ میں اپنی قومیت، اپنے مذہب، اپنی خوبیوں تک کو مغربی تمدن میں فنا کر دینے پر تلی ہوئی ہے۔ (۷۹) ”مساوات“ میں جوش نے عزیز احسن کے کردار کی عکاسی ان الفاظ میں کی ہے۔

”وہ داڑھی کے نام پر مسکراتا تھا، وہ ہندوستان کی آب و ہوا سے نالاں تھ اور وہ پرانی تہذیب پر فرمائی تھی، لگا کر تا تھا۔ نماز پڑھنی تو الگ، وہ اگر کوئی لکھواتا تو نماز کا املاض، کے ساتھ نماز لکھتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے پرانی وضع کے نام سے تنگ آ گیا تھا! عزیز احسن کی آواز اس کے کانوں کو بری معلوم ہوتی تھی۔ اور وہ اپنے آپ کو اے۔ ایچ قمری لکھے اور مسٹر قمری پکارنے سے خوش ہوتا۔“ (۸۰) ”وہ پرانی رسوم کے خلاف تھے۔ لہذا سب کو بلا تفریق نیک و بد۔ یک لخت چھوڑ دیا تھا۔ وہ پردے کو ناقابل تلافی ظلم سمجھتے تھے۔ لہذا اس کو بلا خیال انگشت نمائی و ناموزونی جدت بیک قلم اٹھا دیا تھا (۸۱)۔“

افسانہ ”مساوات“ میں عورت کی آزادی کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

”مسٹر قمری۔ جو کسی زمانے میں صغرا بیگم تھیں۔ بالکل قمری کے کٹ کھنوں پر چلتی تھیں۔ پردہ ظالمانہ قید، پردہ جامہ کہنہ کا پیوند پردہ۔ بے باکی کے ساتھ اٹھا دیا گیا تھا اور مسٹر قمری ترقی یافتہ زمانے کے باغ، انٹیکٹ کی قمری۔ دیدہ دلیری کے ساتھ زندگی کے ہر شعبے کا لطف اٹھاتی تھیں۔ جلسوں میں شریک ہونا، پارک کے چکر کاٹنا، دوست احباب

سے آزادی کے ساتھ ملنا جلنا، غرض ان کی زندگی ایک عجیب پر لطف اور مسرت انگیز تھی۔“ (۸۲) افسانہ ”مساوات“ میں مغربی تہذیب کا دلدادہ نوجوان آزادی نسواں کا قائل ہے اور اپنی بیوی کو بھی مکمل آزادی دے دیتا ہے۔ مگر جب ایک عورت سے جنسی اختلاط کی خاطر ملے ہوئے پہنچتا ہے تو کمرے میں وائٹ برقعے میں ملبوس اس کی اپنی بیوی بیٹھی ہوتی ہیں۔ جو مردوں سے آزادانہ جنسی تعلق کو برا نہیں سمجھتی۔ اس واقعے کے بعد اس نوجوان کی زندگی عجیب اضطراب کا شکار ہو جاتی ہے اور اسے احساس ہوتا ہے کہ برابری اسی کو کہتے ہیں (۸۳)۔

افسانہ ”تلاش عجیب“ میں مصنف نے ایک میڈیکل کے طالب علم کی کہانی بیان کی ہے جو ایک یورپی لڑکی کے دام فریب میں گرفتار ہے اور بار بار اس کے ہاتھوں بے وقوف بن جاتا ہے۔ (۸۴) ”تلاش عجیب“ میں دو ٹوپیوں کی قیمت عورت جس طرح ادا کرتی ہے یا ”عمر قید سے کس طرح رہائی“ اور ”عمر قید“ میں جس آزادی کو موضوع بنایا گیا ہے وہ بہت گری ہوئی سطح ہے (۸۵)۔

افسانہ ”عجاز محبت“ اک ایسے نوجوان کی داستان ہے جو کالج کے زمانے میں ایک لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس لڑکی کی کسی امیر آدمی سے شادی ہونے پر، تعلیم ادھوری چھوڑ کر اداکاری کو اپنا پیشہ بنا لیتا ہے۔ اس لڑکی کا تین سال بعد انتقال ہو جاتا ہے اور کچھ عرصے بعد اس لڑکے کو اپنی محبوبہ کی ہم شکل لڑکی مل جاتی جس کے دل کو وہ لڑکا آہستہ آہستہ رام کر لیتا ہے (۸۶)۔

”پھر بھی عمر قید“ افسانے میں سلطان حیدر جوش نے ایک ایسی لڑکی کی کہانی بیان کی ہے جو پڑھی لکھی، خوبصورت اور باختیار ہے اور پیسے کی وجہ سے متمول بیرسٹر سے شادی کر لیتی ہے۔ مگر عمر رسیدہ بیرسٹر جذباتی اور جسمانی اعتبار سے اس لڑکی کا ساتھ دینے کے قابل نہیں۔ یہ شادی کا فیصلہ اس لڑکی کا اپنا ہے اس لیے اس نامکمل مرد کے ساتھ زندگی گزارتے ہوئے وہ بار بار سوچتی ہے کہ ”کاش طبقہ نسواں کو پوری آزادی نصیب ہو جائے تاکہ سوسائٹی میں دغا اور فریب کی گنجائش نہ رہے (۸۷)۔“

اپنے اصلاحی افسانے ”عمر قید سے کس طرح رہائی اور نتیجہ“ میں مصنف نے مغرب کے دلفریب عفریت کا نقشہ کھینچا ہے۔ سلطان حیدر جوش کے افسانے پھر بھی عمر قید، اور، عمر قید سے کس طرح رہائی اور نتیجہ، مساوات کا موضوع، تعلیم نسواں اور مغرب کی تقلید میں آزادی نسواں اور اس کے عبرت انگیز نتائج ہیں۔

افسانہ ”فراق مراتب“ میں قاسم نامی نوجوان کم عمری میں گوہر نامی غریب لڑکی سے شادی کر لیتا ہے اور اس خفیہ شادی کا اعلان نہیں کرتا۔ گوہر سے قاسم کا ایک لڑکا حبیب ہوتا ہے۔ گوہر، شوہر کی دوری اور مسائل کی وجہ سے جلد موت کا شکار ہو جاتی ہے۔ قاسم اپنے بیٹے حبیب کی پرورش کرتا ہے۔ مگر اسے کبھی یہ نہیں بتاتا کہ وہ اس کا باپ ہے۔ حبیب جب تعلیم مکمل کر لیتا ہے تو قاسم اسے اپنا سیکریٹری رکھ کر تمام اختیار اس کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ چالیس

بیالیس سال کی عمر میں قاسم ایک کم عمر و شیزہ سے شادی کر لیتا ہے۔ قاسم کے گھر حبیب کا آزادانہ آنا جانا ہوتا ہے۔ حبیب اور قاسم کی نئی بیوی فاخرہ ہم عمر ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی محبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ قاسم کے علم میں جب یہ بات آتی ہے تو ایک دن بہانے سے حبیب کو ندی کنارے چہل قدمی کے لیے لے جاتا ہے اور دوسرے دن یہ خبر عام ہو جاتی ہے کہ قاسم اور اس کا جواں سال سیکریٹری ندی میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔ اس طرح قاسم کی عزت قائم رہ جاتی ہے (۸۸)۔

افسانہ ”آنزیری یا ناٹری“ میں مصنف نے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ اگر لڑکی کے والد صاحب باحیثیت ہوں تو بد صورت اور بد سیرت لڑکی کا بھی کم عمر اور اچھے خاندان کے لڑکے سے بیاہ کرنا مشکل کام نہیں۔ اس افسانے میں جوش نے شادی کے معاشرتی معیارات کو موضوع بنایا ہے (۸۹)۔

افسانہ ”اندھے کی لاٹھی“ میں سلطان حیدر جوش نے حلالے کی شرط پوری کرنے کے لیے ایک رات کا جو نکاح کیا جاتا ہے اس کی حقیقت بیان کی ہے۔ (۹۰) سلطان حیدر جوش کے افسانوں کے دوسرے مجموعے ”جوش فکر“ میں افسانوں سے زیادہ ان کے اصلاحی مضامین شامل ہیں۔

مضمون ”مسٹر ابلیس“ میں سلطان حیدر جوش نے ابلیس کے مختلف کارناموں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مضمون ”معما“ میں سلطان حیدر جوش نے مذہب خیالی (Idealism) مذہب اصلی (Realism) اور تصوف کو موضوع بنایا ہے۔ مضمون ”جنون ترقی“ میں جوش نے سائنسی ایجادات اور عروج انسان اور ترقی کی ہوس کو موضوع بنایا ہے۔ سائنس کی تباہ کاریاں اس مضمون کا بنیادی موضوع ہے۔

افسانہ ”ہاں نہیں“ میں مصنف نے فٹ بال کے ایک کھلاڑی کی کہانی بیان کی ہے۔ جو فٹ بال کے کھیل میں شکست کے بعد عجیب شش و پنج کی کیفیت میں مبتلا ہوتا ہے مگر ہوٹل میں مقیم جنوبی کمرے کی یورپی لڑکی اسے ”ہاں نہیں“ کی فال نکالنا سکھاتی ہے اور وہ اپنا کچھ وقت، اس لڑکی کی ہمراہی اور چہل قدمی میں گزار کر لطف اندوز ہوتا ہے۔ (۹۱) مضمون ”لیڈر“ میں سلطان حیدر جوش نے ہندوستان میں پائے جانے والے لیڈروں کے خواص بتائے ہیں۔ افسانہ ”خواب و خیال“ میں مصنف نے اپنے سونے جاگنے کے دوران طاری ہونے والی کیفیات اور خیالات کا ذکر کیا ہے۔ رات سونے سے قبل مصنف کو دن بھر کے واقعات اور ملک کے حالات حاضرہ پر غور کرنے کی عادت ہے۔ اسی دوران شاید ان پر غنودگی طاری ہو گئی اور ان کے کھانے کے کمرے میں ایک کالا کتا داخل ہو گیا جس سے ان کا مکالمہ بھی ہوا اور جب وہ اپنے موٹا مٹا لالے کو اس کتے کی سمت دوڑے تو میز سے الجھ کر گر پڑے اور پھر ان کی آنکھ کھل گئی اور انھوں نے اپنے آپ کو اپنی آرام کرسی سے نیچے گرا ہوا پایا اور وہ اس بات کا ادراک نہ کر سکے کہ یہ خواب تھا یا خیال تھا (۹۲)۔

افسانہ ”عالم ارواح“ میں سلطان حیدر جوش نے ایک نوعمر نوجوان کی کہانی بیان کی ہے۔ جس کی شادی اچانک کم سن لڑکی سے ہو جاتی ہے اور دونوں میں بچپنا ہونے کی وجہ سے شادی کے دس پندرہ روز بعد ہی اس قدر لڑائی ہوتی ہے کہ وہ نوجوان لڑکی کو اس کے میکے چھوڑ کر فوج میں بھرتی ہو جاتا ہے۔ جہاں سے اس کی موت کی خبر آ جاتی ہے اور یہ خبر لڑکی کو اپنے شوہر سے شدید محبت پر مجبور کر دیتی ہے۔ دوسری طرف زندہ شوہر خواب میں بیوی کو مردہ دیکھ کر مردہ تصور کر لیتا ہے۔ جنگ سے واپسی پر اتفاق سے نوجوان کی ملاقات مسوا کی میں اپنی بیوی سے ہو جاتی ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو اپنے زندہ ہونے کا یقین دلاتے ہیں اور بیوی اپنے ماں باپ کو بتائے بغیر شوہر کے ساتھ سدھار جاتی ہے (۹۳)۔

”جذب دل کی دو تصویریں“ ایک تاثراتی مضمون ہے جس میں جوش نے جذب دل کے ہاتھوں مجبور ہونے کی مختلف کیفیات بیان کی ہیں۔

”خانہ جنگی“ جوش کا ایک تاثراتی مضمون ہے جس میں انھوں نے خانہ جنگی کے حوالے سے مختلف تاثرات بیان کیے ہیں۔ سلطان حیدر جوش کے مجموعے ”جوش فکر“ کا جائزہ لیا جائے تو اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ اس مجموعے میں، ہاں نہیں، خواب و خیال، عالم ارواح، اور، اتفاقات زمانہ، کے عنوان سے افسانے شامل ہیں جبکہ طلسم ازدواج، مسٹر ایلینس، معمر، جنون ترقی، لیڈر، جذب و دل کی دو تصویریں، خانہ جنگی، کے عنوان سے تخلیقی اور تاثراتی مضمون ہیں۔ ان مضامین میں مصنف نے کسی خاص موضوع پر اپنے تاثرات کا اظہار، سنجیدگی، متانت کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں طنزیہ اور لطیف پیرائے میں کیا ہے۔ ”جوش فکر“ کو مکمل طور پر افسانوں کا مجموعہ قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اس مجموعے میں افسانوں کے ساتھ ساتھ مضامین بھی شامل ہیں۔

”مکرم سکرم“ (حرام و حلال) جوش کا ایک مختصر ڈرامہ ہے جس میں لیلیٰ، لیلا، لاجنتی، نگم، سکسینہ، بخاری نام کے کردار ہیں۔ لیلا اٹھارہ برس کی لڑکی ہے جس کے والد نگم مجسٹریٹ ہیں۔ بخاری ان کے دوست کے وکیل ہیں۔ لیلیٰ، لیلا کی دوست ہے۔ نگم کی کم عمر بیوی لاجنتی ہے جو سکسینہ کے عشق میں مبتلا ہے اور اس کے ساتھ مل کر اپنے شوہر نگم اور سوتیلی بیٹی لیلا کو دھوکہ دیتی ہے جس کی وجہ سے نگم لیلا کو گھر سے نکال دیتے ہیں۔ لیلا لیلا کے گھر چلی جاتی ہے جہاں بخاری صاحب اس کی ماں کا چوری شدہ زیور بازیاں کرواتے ہیں۔ لیلا کے پرائز بونڈ نکلنے کی اسے خبر دیتے ہیں اور نتیجے میں یہ چاہتے ہیں کہ لیلا کی دوست لیلیٰ ان سے شادی کر لے مگر لیلیٰ ان کے بجائے ایک امیر آدمی کو ترجیح دیتی ہے اور انہیں چھوڑ کر چلی جاتی ہے جبکہ لیلا اس ناقدری پر سخت ناخوش ہوتی ہے اور اپنے دل میں بخاری صاحب سے محبت محسوس کرنے لگتی ہے۔ بالآخر بخاری صاحب بھی اس کی موہنی صورت کے ہاتھوں مجبور ہو جاتے ہیں اور جب وہ لیلا

سے اظہار محبت کرتے ہیں تو اسی دوران لیلیا کے والد تشریف لے آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ مکرم ہے جسے بخاری صاحب کہتے ہیں کہ جرم کے جیم کا نقطہ ختم کر دیا جائے تو حرم ہو جاتا ہے اور ہم بھی اسے اپنے حرم میں شامل کر لیں گے۔ ”مکرم سکرم“ میں سلطان حیدر جوش کا انداز کہیں مزاحیہ ہے۔ کہیں طنزیہ اور کہیں ناصحانہ ہے۔

”ہوائی“ سلطان حیدر جوش کا مختصر ناول ہے جس میں انھوں نے عزیز نامی جنگی جہاز کے پائلٹ کی کہانی بیان کی ہے۔ عزیز کی شادی اخبار کے اشتہار کے توسط سے ایک امیر تاجر کی خوبصورت بیٹی سے ہو جاتی ہے جو پارٹیوں کی دلدادہ اور گھومنے پھرنے کی شوقین ہے۔ شادی کے بعد حمل ہونے کی صورت میں حسینہ دو ماہ بعد اسقاط کروا دیتی ہے۔ عزیز حسینہ سے شدید محبت کرتا ہے اور جسمانی قربت کا خواہاں رہتا ہے مگر حسینہ صرف بوس و کنار تک محدود رہتی ہے بعد میں عزیز کو علم ہوتا ہے کہ حسینہ کی ایک شادی پہلے بھی ہو چکی تھی جس کی ناکامی کا سبب بھی یہ تھا کہ حسینہ بچے پیدا کر کے اپنا حسن خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ عزیز جب حسینہ کو یہ کہتا ہے کہ تم پہلے سے شادی شدہ تھیں تو وہ اس بات کا برملا اعتراف کرتی ہے اور عزیز کو خوشدلی سے دوسری شادی کی اجازت دے دیتی ہے۔ عزیز کیمپ واپس آ کر بدھ مت کی پیروی کا لڑکی مارو سے شادی کر لیتا ہے جو اس پر دل و جان سے فدا ہوتی ہے اور عزیز کی محبت میں دنیا بھلا دیتی ہے۔ مارو حمل سے ہوتی ہے اور عزیز کو منع کرتی ہے کہ تم جنگ کے دوران دشمن کے کیمپ پر حملے میں بہت آگے نہ جانا مگر عزیز چونکہ اپنے میجر کو قول دے چکا ہوتا ہے اس لیے دشمن کے کیمپ میں بہت آگے تک جا کر تباہی مچا دیتا ہے مگر اس کے بعد اس کا جہاز اور وہ خود کبھی واپس نہیں آئے۔

ناول ”دفن و نقاش“، ۷۷ صفحات پر مشتمل ہے اس ناول میں جوش نے ایک نقاش (مصور) اور ایک طوائف کی کہانی کو موضوع بنایا ہے۔ کنز و نامی مشہور آرٹسٹ، کا ماڈل بننے کے لیے ہر ایک تیار رہتا ہے، مشہور فلمی ہیروئن مورتی دیوی اس کے عشق میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس کی ماڈل بن جاتی ہے مگر کنز و کے نزدیک وہ ایک ماڈل سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ مگر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ بھی مورتی کو اپنانے پر تیار ہو جاتا ہے۔ کنز و کا دوست اور شاگرد، سلیم، سرلا دیوی کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ ایک اونچی ذات کے اور معاشی اعتبار سے کمتر ہندو گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ سرلا دیوی کے والد کے ایک مسلمان دوست اپنے انتقال سے قبل اپنی وصیت میں بحیثیت بیٹی، اسے حصہ دار ٹھہرا کر انتقال کر جاتے ہیں اور لوگوں میں چہ گویاں شروع ہو جاتی ہیں کہ سرلا دیوی، راجکمار کے بطن میں اس مسلمان کے نطفے سے آئی ہے جو اسے جائیداد میں بحیثیت بیٹی حصہ دار بنا گیا ہے، سرلا اپنے والد کے مسلمان دوست کی تصویر اور اپنے خدو خال پر غور کرتی ہے تو اسے خود اس بات کا ادراک ہو جاتا ہے کہ وہ اسی کی بیٹی ہے۔ اپنی ماں سے جب وہ اپنے باپ کے بارے میں سوال کرتی ہے تو اس کی ماں کی روح قفس

عنصری سے پرواز کر جاتی ہے۔ (۹۳) اس ناول میں جوش نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ طوائف صرف وہ ہی نہیں جو اس پیشے سے وابستہ ہو بلکہ بعض اوقات باعزت گھرانوں کی عورتیں بھی ایسے کام کر جاتی ہیں جن کا معاشرے کو اس وقت علم نہیں ہوتا مگر بعد میں قدرت خود بہ خود ایسے لوگوں کے راز کھول دیتی ہے۔

ان کے ناول نقش و نقاش کے حوالے سے ایک ناقد کا کہنا ہے کہ ”مغربیت اور بے پردگی وغیرہ کا یہ مخالف اکثر حقیقت نگاری کے نام پر خود عریانیت بلکہ لذتیت کی حد تک جا پہنچتا ہے۔ ان کے ناولٹ ”نقش و نقاش“ اور بالخصوص ”ہوائی“ اس کی مثال ہیں“ (۹۵)

مندرجہ بالا حقائق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سلطان حیدر جوش کا تعلق افسانے کے ابتدائی دور سے ہے وہ حقیقت پسندی اور اصلاحی رجحان میں پریم چند کے ہم قدم نظر آتے ہیں، کہیں کہیں ان کا طنزیہ اور واعظانہ انداز شدت اختیار کر لیتا ہے۔ ان کے افسانے خاص طور پر مغرب پرستی اور مغربی رجحانات کے خلاف تحریر کیے گئے ہیں۔ ان کے افسانوں میں اصلاح پسندی شدت اختیار کر لیتی ہے۔ وہ مغرب کی اندھا دھند تقلید کو اچھا تصور نہیں کرتے جس کا اندازہ ان کے افسانے ”مساوات“ سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ ان کے مضامین میں مزاح کی لطیف جھلک دکھائی دیتی ہے۔ وہ مغرب کی تمام چیزوں کو بنا سوچے سمجھے اپنانے کے مخالف تھے۔ آزادی نسواں اور اس کے منفی اثرات ان کے کچھ افسانوں کا بنیادی موضوع ہیں۔ افسانہ ”مساوات“ میں عورت کی آزادی پہ طنز اور ”پھر بھی عمر قید“ اور ”عمر قید سے کس طرح رہائی“ میں کسی حد تک آزادی نسواں کے حامی نظر آتے ہیں۔

ان کے افسانوں میں مشرقی تہذیب کی خوبیوں اور مغربی تہذیب کی خامیوں کا بھرپور موازنہ موجود ہے۔ ان کے نمائندہ افسانوں میں طوق آدم، مساوات، اعجاز محبت، پھر بھی عمر قید، عمر قید سے کس طرح رہائی، تلاش عجیب، ہاں نہیں، اندھے کی لٹھی کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے مغربی تہذیب کے بظاہر روشن مگر باطن تاریک پہلوؤں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ ان کے ڈرامے ”مکرم سکرم“ ناول ”ہوائی“ اور ”نقش و نقاش“ میں اصلاحی انداز اور جنسی پہلو بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ ان کے افسانے، ناول اور ڈرامے ہندوستانی تہذیب کی کسی حد تک عکاسی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مجموعی طور پر افسانے کے دور اولین سے تعلق رکھنے والے سلطان حیدر جوش، اردو افسانے میں اصلاحی رجحان کی وجہ سے زیادہ مقبول رہے۔ ان کی نثر، زبان و بیان و اسلوب عام فہم ہے اور افسانوں کے موضوعات عام زندگی سے اخذ کیے گئے ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ افسانے کے دور اولین سے تعلق رکھنے کے باوجود ان کے تذکرے کے بنار دو افسانے کی تاریخ ادھوری نظر آتی ہے۔

حواشی:

- (۱) وحید احمد، سلطان حیدر جوش، مشمولہ: نقوش (شخصیات نمبر)، شمارہ ۵۹، ۶۰، ۱۹۵۶ء، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ص ۸۷-۸۸۔
- (۲) ایضاً، ص ۸۷-۸۸۔
- (۳) ایضاً۔
- (۴) ایضاً۔
- (۵) ایضاً۔
- (۶) محمد طیب (حاجی)، التماس، مشمولہ: جوش فکر، مصنفہ، سلطان حیدر جوش، سن، پبلشر (ندارد)، ص۔
- (۷) ایضاً، ص الف، ب۔
- (۸) ایضاً، ص ب۔
- (۹) رشید احمد صدیقی، طنزیات و مضحکات، ص ۲۴۴، ۲۴۵، بحوالہ: ڈاکٹر رؤف پارکھ، اردو میں مزاح کا سیاسی اور سماجی پس منظر، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۹۷-۱۹۹۶ء، ص ۱۷۳۔
- (۱۰) وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو میں طنز و مزاح، اکادمی پنجاب، لاہور، ۱۹۵۸ء، ص ۱۷۲۔
- (۱۱) محمد طیب، مجولہ بالا، ص ج۔
- (۱۲) ایضاً، ص ج۔
- (۱۳) سلطان حیدر جوش، فسانۃ جوش، الناظر پریس، لکھنؤ، ۱۹۲۶ء۔
- (۱۴) سلطان حیدر جوش، جوش فکر، سن، پبلشرن، ۰۔
- (۱۵) محمد طیب، مجولہ بالا، ص ب۔
- (۱۶) وحید احمد، مجولہ بالا، ص ۸۷-۸۸۔
- (۱۷) ابوالیث صدیقی، آج کا اردو ادب، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۷۵ء، ص ۲۰۷۔
- (۱۸) وحید احمد، مجولہ بالا، ص ۸۷-۸۸۔
- (۱۹) ایضاً۔
- (۲۰) ایضاً۔
- (۲۱) ایضاً۔
- (۲۲) سنجیدہ خاتون، بیسویں صدی (نصف اول) کے اردو مصنفین، انجمن ترقی ہند، ۲۰۰۴ء، ص ۲۰۵۔
- (۲۳) وحید احمد، مجولہ بالا، ص ۸۷-۸۸۔
- (۲۴) ایضاً۔
- (۲۵) ایضاً۔
- (۲۶) ایضاً۔
- (۲۷) ایضاً۔

- (۲۸) صادق، ڈاکٹر، ترقی پسند تحریک اور اردو افسانہ، انجمن ترقی اردو، ہند، ۱۹۸۱ء، ص ۱۱۵۔
- (۲۹) رؤف پارکھ، ڈاکٹر، اردو نثر میں مزاح نگاری کا سیاسی و سماجی پس منظر، ص ۱-۶۸۔
- (۳۰) صادق، ڈاکٹر، مجولہ بالا، ص ۱۲۶۔
- (۳۱) ایضاً۔
- (۳۲) ایضاً، ص ۱۲۸۔
- (۳۳) ایضاً، ص ۳۲۔
- (۳۴) وقار عظیم، نیا افسانہ، انجمن ترقی اردو ہند، علی گڑھ، ۱۹۸۲ء، ص ۲۰، ۲۱۔
- (۳۵) ابواللیث صدیقی، مجولہ بالا، ص ۲۰۷۔
- (۳۶) ایضاً، ص ۲۰۸۔
- (۳۷) ایضاً،
- (۳۸) وقار عظیم، داستان سے افسانے تک، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۰ء کراچی، ص ۲۰۱۔
- (۳۹) ایضاً، ص ۲۰۱، ۲۰۲۔
- (۴۰) ایضاً، ص ۲۰۲۔
- (۴۱) وقار عظیم، نیا افسانہ، ص ۲۰۔
- (۴۲) وقار عظیم، داستان سے افسانے تک، ص ۲۲۹۔
- (۴۳) رؤف پارکھ، ڈاکٹر، مجولہ بالا، ص ۱۷۲۔
- (۴۴) سلطان حیدر جوش، فسانہ جوش، ص ۲۸۔
- (۴۵) وحید احمد، مجولہ بالا، ص ۸۷۹۔
- (۴۶) رؤف پارکھ، ڈاکٹر، مجولہ بالا، ص ۱۶۹۔
- (۴۷) وقار عظیم، داستان سے افسانے تک، ص ۲۰۱۔
- (۴۸) ایضاً، ص ۲۰۱، ۲۰۲۔
- (۴۹) ایضاً، ص ۲۰۲۔
- (۵۰) وحید احمد، مجولہ بالا، ص ۸۷۹۔
- (۵۱) وقار عظیم، اردو افسانے میں روایت اور تجربے (سمپوزیم)، مشمولہ: نقوش، شمارہ نمبر ۵۳، ۵۴، ستمبر ۱۹۵۵ء، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ص ۱۰۲۹۔
- (۵۲) ایضاً۔
- (۵۳) ایضاً۔
- (۵۴) انوار احمد، ڈاکٹر، اردو افسانہ ایک صدی کا قصہ، مثال پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۰ء، ص ۵۴۔
- (۵۵) ایضاً۔

- (۵۶) وقار عظیم، داستان سے افسانے تک، ص ۱۷۶۔
- (۵۷) ایضاً۔
- (۵۸) ایضاً، ص ۱۷۹۔
- (۵۹) ایضاً، ص ۱۸۰۔
- (۶۰) ایضاً۔
- (۶۱) وحید احمد، مجولہ بالا، ص ۸۷۹۔
- (۶۲) مرزا حامد بیگ، افسانے کا منظر نامہ، اورینٹ پبلشرز، لاہور، طبع چہارم، ۲۰۱۲ء، ص ۶۲۔
- (۶۳) ایضاً۔
- (۶۴) ایضاً۔
- (۶۵) ایضاً۔
- (۶۶) ایضاً، ص ۵۲۔
- (۶۷) وقار عظیم، داستان سے افسانے تک، ص ۲۰۲۔
- (۶۸) ایضاً، ص ۲۰۲۔
- (۶۹) ایضاً۔
- (۷۰) ایضاً۔
- (۷۱) ایضاً، ص ۲۰۸۔
- (۷۲) ایضاً۔
- (۷۳) ایضاً۔
- (۷۴) رؤف پارکھ، ڈاکٹر، مجولہ بالا، ص ۱۶۹۔
- (۷۵) وقار عظیم، داستان سے افسانے تک، ص ۲۱۱۔
- (۷۶) عزیز فاطمہ، ڈاکٹر، اردو افسانہ، سماجی وثقافتی پس منظر، ندرت پبلشرز، لکھنؤ، ۱۹۸۴ء، ص ۳۸، ۳۹۔
- (۷۷) سلطان حیدر جوش، طوق آدم، مشمولہ: فسانہ جوش، ص ۷۶ تا ۸۴۔
- (۷۸) رؤف پارکھ، ڈاکٹر، مجولہ بالا، ص ۱۶۸۔
- (۷۹) سلطان حیدر جوش، فسانہ جوش، ص ۱۱، ۱۲۔
- (۸۰) سلطان حیدر جوش، مساوات، مشمولہ: فسانہ جوش، ص ۲۔
- (۸۱) ایضاً۔
- (۸۲) ایضاً، ص ۳۔
- (۸۳) ایضاً۔
- (۸۴) سلطان حیدر جوش، تلاش عجیب، مشمولہ: فسانہ جوش، ص ۱۱۲ تا ۱۲۶۔
- (۸۵) رؤف پارکھ، ڈاکٹر، مجولہ بالا، ص ۱۷۰۔

- (۸۶) سلطان حیدر جوش، اعجاز محبت، مشمولہ: فسانۂ جوش، ص ۱۵۱ تا ۱۷۷۔
- (۸۷) سلطان حیدر جوش، پھر بھی عمر قید، مشمولہ: فسانۂ جوش، ص ۳۹ تا ۴۶۔
- (۸۸) سلطان حیدر جوش، فراق مراتب، مشمولہ: مخزن، نومبر ۱۹۱۸ء، ص ۳۹ تا ۵۱۔
- (۹۸) سلطان حیدر جوش، آنریری یا اناڑی، مشمولہ: آج کل (سالنامہ)، جون ۱۹۴۷ء، ص ۴۱ تا ۴۲۔
- (۹۰) سلطان حیدر جوش، اندھے کی لائھی، مشمولہ: آج کل، جون ۱۹۶۴ء، ص ۵۳ تا ۵۵۔
- (۹۱) سلطان حیدر جوش، ہاں نہیں، مشمولہ: جوش فکر، ص ۶۳ تا ۷۲۔
- (۹۲) سلطان حیدر جوش، خواب و خیال، مشمولہ: جوش فکر، ص ۹۱ تا ۱۰۲۔
- (۹۳) سلطان حیدر جوش، عالم ارواح، مشمولہ: جوش فکر، ص ۱۲۲۔
- (۹۴) سلطان حیدر جوش، نقش و نقاش، نظامی پریس بدایوں، ۱۹۴۵ء۔
- (۹۵) رؤف پارکیر، ڈاکٹر، اردو نثر میں مزاح کا سیاسی و سماجی پس منظر، ص ۱۷۱۔

ماخذ:

- ۱- صدیقی، والیث، آج کا اردو ادب، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۷۵ء۔
- ۲- احمد، انوار، ڈاکٹر، اردو افسانہ ایک صدی کا قصہ، مثال پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۰ء۔
- ۳- جوش، سلطان حیدر، ابن مسلم، (ناول) نظامی پریس، بدایوں، ۱۹۲۰ء۔
- ۴- _____، فسانہ جوش، (افسانے)، الناظر پریس، لکھنؤ، ۱۹۲۶ء۔
- ۵- _____، جوش فکر، (مضامین و افسانے)، پبلشر نندار، س ن۔
- ۶- _____، نقش و نقاش (ناول) نظامی پریس، بدایوں، ۱۹۴۵ء۔
- ۷- _____، ککرم سکرم (ڈرامہ)، ارشاد بک ڈپو، علی گڑھ، س ن۔
- ۸- _____، ہوائی (ناول)، نظامی پریس، بدایوں، س ن۔
- ۹- خاتون، سنجیدہ، بیسویں صدی (نصف اول) کے اردو مصنفین، انجمن ترقی ہند، ۲۰۰۴ء۔
- ۱۰- صادق، ڈاکٹر، ترقی پسند تحریک اور اردو افسانہ، انجمن ترقی اردو، ہند، ۱۹۸۱ء۔
- ۱۱- فاطمہ، عزیز، ڈاکٹر، اردو افسانہ، سماجی و ثقافتی پس منظر، نصرت پبلشرز، لکھنؤ، ۱۹۸۴ء۔
- ۱۲- بیگ، مرزا حامد، افسانے کا منظر نامہ، اورینٹ پبلشرز، لاہور، طبع چہارم، ۲۰۱۲ء۔
- ۱۳- آغا، وزیر، ڈاکٹر، اردو میں طنز و مزاح، اکادمی پنجاب، لاہور، ۱۹۵۸ء۔
- ۱۴- عظیم، وقار، داستان سے افسانے تک، طاہر بک ایجنسی، دہلی، ۱۹۷۲ء۔
- ۱۵- _____، نیا افسانہ، انجمن ترقی اردو و ہند، علی گڑھ، ۱۹۸۲ء۔
- ۱۶- پارکیر، رؤف، ڈاکٹر، اردو نثر میں مزاح کا سیاسی و سماجی پس منظر، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۱۹۹۶ء۔

رسائل:

- ۱- نقوش (افسانہ نمبر) شمارہ ۵۳، ۵۴، ۱۹۵۵ء، ادارہ فروغ اردو لاہور۔
- ۲- نقوش (شخصیات نمبر) شمارہ ۵۹، ۶۰، ۱۹۵۶ء، ادارہ فروغ اردو، لاہور۔
- ۳- نقوش شمارہ نمبر ۵۳، ۵۴، ستمبر ۱۹۵۵ء، ادارہ فروغ اردو لاہور۔
- ۴- مخزن، نومبر، ۱۹۱۸ء۔